31

ہماری جماعت کے ہر شخص کا فرض ہے کہ ان ایام میں راتوں کو اٹھے اور دعائیں کرے

(فرمودہ 25 ستمبر 1942ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"رمضان اور دعا کا ایک خاص تعلق ہے اور مَیں آج اس سلسلہ میں بعض باتیں بیان کرنا چاہتا تھا لیکن میری طبیعت آج خراب ہے اور صبح سے سوزشِ امعاء کی تکلیف معلوم ہو رہی ہے۔ اس وجہ سے مَیں زیادہ نہیں بول سکتا۔ صرف جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی توجہ دلائی ہے اور پھر آپ کے بعد جماعت کے خلفاء کی طرف سے بھی اور جماعت کے علماء کی طرف سے بھی یہ بات واضح کی جاتی رہی ہے۔

رمضان کے ایام دعاؤں کی قبولیت کے لئے خصوصیت رکھتے ہیں اور ان ایام میں مومنوں کی دعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ اسلام نے یہ اصل تسلیم کیا ہے کہ جس امر پر جماعت کی کثرت متفق ہو اور اس کی اکثریت کی آواز اس کے ساتھ شامل ہو۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے وقعت دیتا ہے اور جماعت کی کثرت کی آواز کو اپنی ہی آواز قرار دیتا ہے۔ خلافت کو ہی دیکھ لو۔ جس شخص کو مومنوں کی جماعت کی اکثریت خلافت کے لئے منتخب کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنا منتخب کردہ خلیفہ قرار دیتا اور اس طرح جماعت کی کثرت کی آواز کو اپنی ہی آواز سمجھتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَلَيْسَ مِنَّا [1]

جو شخص ایک بالشت بھر بھی جماعت سے الگ ہو گیا۔ اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں گویا محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھی جماعت کو اتنا ضروری قرار دیتے ہیں کہ اس سے کسی کی ذرا بھی علیحدگی برداشت نہیں کر سکتے اور فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایک بالشت بھر بھی جماعت سے الگ ہوا تو اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہ رہا۔ اس حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ جس بات پر حقیقی مسلمانوں کا سَوادِ اعظم جمع ہو جائے وہ خدا کی اپنی آواز ہوتی ہے۔ اسی طرح جس دعا میں جماعت کی اکثریت مشغول ہو جائے اور چھوٹے اور بڑے متفقہ طور پر اللہ تعالیٰ سے مانگنے لگیں۔ اس پر بھی قبولیت کی مہر لگ جاتی ہے اور ایسی دعا عام طور پر رد نہیں کی جاتی۔ چونکہ ان ایام میں بڑے اور چھوٹے، طاقتور اور کمزور سارے ہی رات کو اٹھنے کی کوشش کرتے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ۔ اس لئے ان دنوں کی دعائیں ایسی ہی ہوتی ہیں جیسے الہامی دعائیں ہوتی ہیں۔ جس طرح مسلمانوں کے سوادِ اعظم کی آواز کو اللہ تعالیٰ اپنی آواز قرار دیتا ہے۔ اسی طرح جب وہ اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں تو ان کی دعائیں الہامی رنگ اختیار کر لیتی ہیں اور وہ اور دعاؤں کی نسبت بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ اس لئے ان ایام میں ایسی دعاؤں پر خصوصیت سے زور دینا چاہئے۔ جن کا قومی اور مذہبی لحاظ سے ہماری جماعت کو فائدہ ہو سکتا ہو۔ لوگ اگرچہ عام طور پر ان ایام میں رات کو اٹھنے کی کوشش کیا کرتے ہیں لیکن جیسا کہ پچھلے جمعہ میں بھی مَیں نے بیان کیا تھا۔ دوستوں کو اس بارے میں زیادہ تعہّد سے کام لینا چاہئے اور کسی قسم کی غفلت کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے۔ ہر جماعت کے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ ان ایام میں راتوں کو اٹھے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرے تاکہ ہماری آواز اسلامی سوادِ عظم کی آواز بن سکے۔ اگر ہماری جماعت کی اکثریت دعاوں سے کام نہیں لے گی تو ہماری آواز خدائی آواز قرار نہیں پائے گی مثلاً اگر سو احمدی ہوں اور ان میں سے صرف بیس احمدی رات کو اٹھ کر دعائیں کرتے ہوں تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ ہم نے ان ایام میں اپنی آواز کو خدائی آواز نہیں بنایا کیونکہ جماعت کی کثرت دعاؤں کے لئے نہیں اٹھی صرف اسی صورت میں جماعت کی آواز اللہ تعالیٰ اپنی آواز سمجھتا ہے۔ جب اس کی اکثریت اس آواز میں شامل ہو۔ اگر پچاس فی صدی سے زیادہ احمدی آجکل رات کو تہجد کے لئے اٹھیں اور اللہ تعالیٰ سے

دعائیں کریں تو چونکہ یہ تعداد نہ اٹھنے والوں سے زیادہ ہوگی۔ اس لئے ان کی آواز اسلامی سوادِ اعظم کی آواز قرار پائے گی اور اللہ تعالیٰ ان کی آواز کو اپنی آواز قرار دے کر انہیں جلد قبول فرمالے گا لیکن اگر تھوڑی تعداد میں لوگ اٹھیں گے تو ان کی دعاؤں سے یہ نتیجہ حاصل نہیں ہوسکے گا جب تک جماعت میں یہ روح قائم رہے گی کہ اس کے مرد اور اس کی عورتیں اور اس کے بچے 50 فیصدی سے زیادہ راتوں کو اٹھیں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں گے اس وقت تک یقیناً ان کی دعائیں انفرادی دعاؤں سے بہت زیادہ برکات کا موجب ہوں گی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی قبولیت کا شرف حاصل ہوگا۔

پس ان ایام میں دن رات دعاؤں سے کام لو اور چونکہ یہ اجتماعی دعاؤں کے دن ہیں۔ اس لئے گو اپنے لئے بھی دعائیں کرو۔ اپنے عزیز و اقارب کے لئے بھی دعائیں کرو اور تمہیں جو جو ضرورتیں پیش آئیں وہ سب اللہ تعالیٰ سے مانگو لیکن بعض دعائیں ایسی ہیں جو ہر شخص مانگ سکتا ہے۔ ہر فرد دوسرے تمام افراد کے لئے دعا نہیں کر سکتا۔ کوئی کسی غرض کے لئے دعا کرتا ہے اور کوئی کسی غرض کے لئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض دعائیں ایسی رکھی ہیں جو ہر شخص مانگ سکتا ہے اور نہ صرف مانگ سکتا ہے بلکہ اسے مانگنی چاہییں مثلاً اسلام اور احمدیت کی ترقی کی دعا، تقویٰ اللہ کے حصول کی دعا، سلسلہ کی اشاعت اور اس کے نظام کے استحکام کی دعا، یہ دعا کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کے منشاء اور اس کی مرضی کے مطابق کام کرنے کی توفیق ملے اور ہمارا کوئی قدم اس کے احکام کے خلاف نہ اٹھے۔ اسی طرح جو لوگ سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں ان کے لئے دعا۔ یہ دعائیں ہیں جو ہم میں سے ہر شخص کو ہر روز کرنی چاہییں اور کبھی بھی ان سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ اسی طرح آجکل سینکڑوں نہیں، ہزاروں احمدی لڑائی میں گئے ہوئے ہیں۔ شاید ہی کوئی ایسی جگہ ہو جہاں بڑی تعداد میں احمدی رہتے ہوں اور وہاں سے کوئی احمدی لڑائی میں نہ گیا ہو۔ پھر بہت سے احمدی ہیں جو لڑائی کی وجہ سے آجکل قید ہیں اسی طرح ہمارے کئی مبلّغ قید میں یا قید نما حالت میں ہیں۔ ان میں سے دس بارہ تو مشرقی ایشیا میں ہی ہیں مثلاً مولوی رحمت علی صاحب، مولوی شاہ محمد صاحب، ملک عزیز احمد صاحب، مولوی محمد صادق صاحب، مولوی غلام حسین صاحب، ان کے علاوہ کچھ لوکل مبلّغ ہیں جو پانچ سات ہیں

جن میں سے بعض کو یہاں سے مقرر کیا گیا تھا اور بعض کو وہاں کی جماعتوں نے اپنا مبلّغ بنا لیا تھا۔ ان تمام مبلغین کے متعلق نہ ہمیں کوئی خبر ہے نہ اطلاع۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان سب کو اپنی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کیونکہ وہ ہماری طرف سے ان ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض باتوں کو فرض کفایہ قرار دیا ہے اور تبلیغ بھی انہی میں سے ایک ہے یعنی اگر قوم میں سے کوئی شخص بھی تبلیغ نہ کرے تو ساری قوم گنہگار اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مورد ہو گی لیکن اگر کچھ لوگ تبلیغ کے لئے کھڑے ہو جائیں تو باقی قوم گنہگار نہیں ہو گی۔ پس اگر یہ لوگ تبلیغ کے لئے غیر ممالک میں نہ جاتے تو احمدیہ جماعت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں گنہگار ٹھہرتی اور وہ اس کے عذاب کی مورد بن جاتی۔ کیونکہ وہ کہتا کہ اس قوم نے تبلیغ کو بالکل ترک کر دیا ہے جیسے مسلمانوں کی حالت ہے کہ جب انہوں نے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیا اور ان میں ایسے لوگ نہ رہے جو اپنے وطنوں کو چھوڑ کر اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر اور اپنے آرام و آسائش کے سامانوں کو چھوڑ کر غیر ممالک میں جائیں اور لوگوں کو داخلِ اسلام کریں تو وہ موردِ عذاب بن گئے۔ پس جن لوگوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو اپنی خاص رحمتوں کا مورد بنایا ہوا ہے یقیناً ان کا حق ہے کہ ہم انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان کے لئے دعا کرنا اپنی ذاتی دعاؤں پر مقدم سمجھیں اور متواتر الحاح اور عاجزی سے ان کی صحت اور سلامتی اور ان کے رشتہ داروں کی صحت اور سلامتی کے لئے دعائیں کریں۔

اسی طرح اور بہت سے مبلّغ ہیں جن کی قربانیوں کا صحیح اندازہ ہماری جماعت کے دوست نہیں لگا سکتے۔ بالخصوص دو مبلّغ تو ایسے ہیں جو شادی کے بہت تھوڑا عرصہ بعد ہی تبلیغ کے لئے چلے گئے اور اب تک باہر ہیں۔ ان میں سے ایک دوست تو نو سال سے تبلیغ کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ حکیم فضل الرحمان صاحب ان کا نام ہے۔ انہوں نے شادی کی اور شادی کے تھوڑے عرصہ کے بعد ہی انہیں تبلیغ کے لئے بھجوا دیا گیا۔ وہ ایک نوجوان اور چھوٹی عمر کی بیوی کو چھوڑ کر گئے تھے مگر اب وہ آئیں گے تو انہیں ادھیڑ عمر کی بیوی ملے گی۔ یہ قربانی کوئی معمولی قربانی نہیں۔ میرے نزدیک تو کوئی نہایت ہی بے شرم اور بے حیا ہی ہو سکتا ہے جو اس قسم کی قربانیوں کی قیمت کو نہ سمجھے اور انہیں نظر انداز کر دے۔ اسی طرح مولوی جلال الدین صاحب شمس ہیں۔

انہوں نے بڑی عمر میں شادی کی اور دو تین سال بعد ہی انہیں تبلیغ کے لئے بھیج دیا گیا۔ ان کے ایک بچے نے اپنے باپ کو نہیں دیکھا اور باپ نہیں جانتا کہ میرا بچہ کیسا ہے سوائے اس کے کہ تصویروں سے انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا ہو۔ وہ بھی کئی سال سے باہر ہیں اور اب تو لڑائی کی وجہ سے ان کا آنا اور بھی مشکل ہے۔ قائمقام ہم بھیج نہیں سکتے اور خود وہ آ نہیں سکتے کیونکہ راستے مخدوش ہیں۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ کب واپس آئیں گے لڑائی ختم ہو اور حالات اعتدال پر آئیں تو اس کے بعد ان کا آنا ممکن ہے اور نہ معلوم اس میں ابھی اور کتنے سال لگ جائیں۔ ان لوگوں کی ان قربانیوں کا کم سے کم بدلہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد دعائیں کرے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے۔ اور ان کے اعزّہ اور اقرباء پر بھی رحم فرمائے۔ مَیں تو سمجھتا ہوں جو احمدی ان مبلغین کو اپنی دعاؤں میں یاد نہیں رکھتا اس کے ایمان میں ضرور کوئی نقص ہے اور مجھے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے ایمان میں خلل واقع ہو چکا ہے۔ اسی طرح اور بھی کئی مبلغین ہیں جن کی قربانی گو اس حد تک نہیں مگر پھر بھی وہ سالہا سال سے اپنے اعزّہ اور رشتہ داروں سے دور ہیں اور قسم قسم کی تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔ ان مبلغین میں سے مغربی افریقہ کے دو مبلّغ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ایک مولوی نذیر احمد صاحب (ابن بابو فقیر علی صاحب) اور دوسرے مولوی محمد صدیق صاحب۔ یہ لوگ ایسے علاقوں میں ہیں جہاں سواریاں مشکل سے ملتی ہیں۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی آسانی سے میسر نہیں آتیں، رستہ میں کبھی ستّو پھانک کر گزارہ کر لیتے ہیں اور کبھی کوئی پھل کھا لیتے ہیں پھر انہیں سینکڑوں میل کے دورے کرنے پڑتے ہیں اور ان دوروں کا اکثر حصہ وہ پیدل طے کرتے ہیں۔ یہ قربانیاں ہیں جو سالہا سال سے یہ لوگ کر رہے ہیں۔ چیف اور رؤساء ان کا مقابلہ کرتے ہیں۔ بعض دفعہ (گو ہمیشہ نہیں) گورنمنٹ بھی ان کے راستہ میں روڑے اٹکاتی ہے۔ عام پبلک اور مولوی بھی مقابلہ کرتے رہتے ہیں لیکن ان تمام روکوں کے باوجود وہ مختلف علاقوں میں جماعتیں قائم کرتے اور خانہ بدوشوں کی طرح دین کی اشاعت کے لئے پھرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ ایسے نہیں کہ جماعت ان کی قربانیوں کے واقعات کو تسلیم کرنے سے انکار کر سکے۔ مَیں "قربانیوں کے واقعات کو تسلیم" کی بجائے "ان کے احسانات کو تسلیم کرنے"

کے الفاظ استعمال کرنے لگا تھا مگر پھر مَیں نے لفظِ احسان اپنی زبان سے نہیں نکالا کیونکہ دین کے لئے قربانی کرنا ہر مومن کا فرض ہے۔ اسی لئے مَیں نے کہا ہے کہ جماعت ان لوگوں کی قربانیوں کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کر سکتی لیکن بہر حال اس میں کیا شبہ ہے کہ جو کام یہ لوگ کر رہے ہیں۔ وہ ساری جماعت کا ہے اور اس لحاظ سے جماعت کے ہر فرد کو اپنی دعاؤں میں ان مبلّغین کو یاد رکھنا چاہئے۔

اسی طرح اور مبلّغ دوسرے مختلف ممالک میں اخلاص اور قربانی سے کام کر رہے ہیں۔ صوفی مطیع الرحمان صاحب امریکہ میں کام کر رہے ہیں اور بعض مشکلات میں ہیں۔ مولوی مبارک احمد صاحب مشرقی افریقہ میں کام کر رہے ہیں۔ مولوی رمضان علی صاحب ساؤتھ امریکہ میں کام کر رہے ہیں۔ چوہدری محمد شریف صاحب فلسطین اور مصر میں کام کر رہے ہیں۔ حکیم فضل الرحمان صاحب کا ذکر مَیں پہلے کر چکا ہوں۔ ان کے علاوہ مولوی نذیر احمد صاحب مبشر سیالکوٹی آجکل گولڈ کوسٹ میں کام کر رہے ہیں۔ یہاں گو جماعتیں پہلے سے قائم ہیں مگر وہ اکیلے کئی ہزار کی جماعت کو سنبھالے ہوئے ہیں پھر ان کی قربانی اس لحاظ سے بھی خصوصیت رکھتی ہے کہ وہ آنریری طور پر کام کر رہے ہیں۔ جماعت ان کی کوئی مدد نہیں کرتی وہ بھی سات آٹھ سال سے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے جدا ہیں بلکہ تبلیغ پر جانے کی وجہ سے وہ اپنی بیوی کا رخصتانہ بھی نہیں کرا سکے۔

ہمارے دوست بعض دفعہ مختلف لوگوں کے اعتراضات سے ڈر کر اور بعض دفعہ پیغامیوں کے اس اعتراض سے گھبرا کر کہ جماعت احمدیہ قادیان تبلیغ نہیں کرتی، خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ شاید یہ اعتراض درست ہے حالانکہ ہماری جماعت کے مبلغین کی قربانیوں کو اگر دیکھا جائے تو ان کی مثال سوائے قرونِ اولیٰ کے اور کہیں دکھائی نہیں دے سکتی۔ پیغامیوں کی تبلیغ تو اس کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے سورج کے مقابلہ میں ذرّہ ۔ مَیں نے جو مثالیں پیش کی ہیں۔ ان کے مقابلہ میں پیغامی کوئی ایک ہی مثال پیش کر کے دکھائیں؟ ان میں کہاں جرأت ہے کہ وہ ہندوستان سے بغیر خرچ کے غیر ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں اور اپنا گزارہ تجارت وغیرہ کے ذریعہ کریں۔ اسی طرح ان میں کوئی ایسی مثال نہیں مل سکتی کہ کسی شخص کی نئی نئی

شادی ہوئی ہو اور وہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر اعلاءِ کلمۂ اسلام کے لئے نکل گیا ہو اور پھر اسے واپس آنے کا اس وقت موقع ملا ہو جب اس کی بیوی ادھیڑ عمر کے قریب پہنچ چکی ہو۔ اس قسم کی قربانیوں کا موقع اللہ تعالیٰ نے صرف ہماری جماعت کو ہی دیا ہے۔

پس نہایت ہی بے شرم وہ لوگ ہیں جو ہماری جماعت پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم تبلیغ نہیں کرتے اور نہایت ہی بے وقوف وہ لوگ ہیں جو اس اعتراض سے ڈر کر اپنے مبلغوں کی قربانیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے سلسلہ کی عزت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حقیقی ایمان کا مظاہرہ کرنے والے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق جماعت کا فرض ہے کہ ان کی قدر کرے۔ مَیں یہ نہیں کہتا، آپ لوگوں میں اَور ایسے نہیں ہیں۔ ممکن ہے آپ لوگوں میں سے بھی سینکڑوں ایسے ہوں جو اسی رنگ میں اپنے ایمان کا مظاہرہ کرنے کے لئے تیار ہوں اور وقت آنے پر وہ ثابت کر دیں کہ وہ بھی اپنے ان بھائیوں سے اخلاص اور قربانی میں کم نہیں مگر اپنے ایمان اور اخلاص کا نمونہ دکھانے کا ان کو موقع ملا ہے، آپ کو نہیں۔ اس لئے دنیا کے سامنے آپ کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی، انہی لوگوں کی پیش کی جا سکتی ہے۔

پس ان ایام میں ان لوگوں کے لئے خصوصیت سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اسی طرح احمدیت کی عظمت اور ترقی اور جماعت کے اندر سے ہر قسم کی منافقت کے دور ہونے کے متعلق دعائیں کرنی چاہئیں۔ منافق کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے جیسے طاعون یا ہیضہ کا کوئی مریض ہوتا ہے بظاہر وہ ایک مریض ہوتا ہے مگر سارے گاؤں کی صفائی کر دیتا ہے۔ اس طرح منافق ایک جگہ پیدا ہوتا ہے لیکن اس کا رنگ آہستہ آہستہ دوسروں پر چڑھنا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ سینکڑوں منافق بن جاتے ہیں۔ ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہئے کہ اس قسم کی وباء سے بچنے کے لئے بھی کثرت سے دعائیں کریں۔ مسلمانوں کی تباہی کا بہت بڑا سبب یہی ہوا کہ ان میں منافق پیدا ہوئے جنہوں نے ان کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا۔ ہم میں بھی منافق ہوئے ہیں، منافق ہیں، اور منافق ہوں گے۔ جس طرح صحابہؓ میں منافق تھے۔ اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ اپنے فضل سے ان کے بد اثرات کو دور کرے۔ ان کے زہر کو پھیلنے نہ دے اور جماعت کے دلوں کو ایسا قوی اور مضبوط بنا دے کہ کسی منافق کی بات کا ان پر

اثر نہ ہو۔ اگر ہماری جماعت کے دوست اس رنگ میں دعائیں نہیں کریں گے، تو ہو سکتا ہے کہ کسی وقت ہم پر یا ہماری اولاد پر یا ہماری بیویوں اور بچوں پر یا ہمارے بھائیوں اور بہنوں پر وہی رنگ چڑھ جائے اور منافقت کا بیج بڑھتے بڑھتے جماعت کے ایک معتدبہ حصہ کو کھا جائے۔

پس اپنے لئے بھی دعائیں کرو اور سلسلہ کی ضروریات اور اسلام کی ترقی کے لئے بھی دعائیں کرو۔ بے شک دعا کا مفہوم اتنا وسیع ہے کہ اگر انسان دل لگا کر دعا کرے تو بعض دفعہ ایک ایک دعا پر ہی کئی گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں لیکن کسی دن کسی امر پر زور دے دیا جائے اور کسی دن کسی امر پر۔ تو یہ مشکل حل ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے دعاؤں کے لئے ایک مہینہ رکھا ہے اور اگر انسان ایک ایک امر کے متعلق ہی روزانہ دعا میں زور دے تو کوئی دعا باقی نہیں رہ جاتی۔" (الفضل یکم اکتوبر 1942ء)

1: مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین (الخ) میں یہ الفاظ ہیں

"مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ فَمِيْتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ"